اسلام اور ہندومت میں تصور عبادت: اتفاقات واختلافات

The Concept of Worship in Islam and Hinduism An Analysis of Similarities and Dissimilarities

☆ ڈاکٹر حسین فاروق
☆☆ ڈاکٹر صالح الدین حقانی
☆☆☆ ڈاکٹر حفاظت اللہ

ABSTRACT

All religions without any exceptions have one or the other concept of worship of God or gods. Islam explains why and how Allah alone should be worshipped and obeyed. Hinduism can hardly be defined as to its idea of worshipping gods and goddesses. Yet, keeping in view the widely-known and expressed system of worship in Hinduism and the true concept of worship in Islam one may see between them some similarities but so many dissimilarities. This article is to identify and explain those similarities and dissimilarities between Islamic concept of worship and Hindu philosophy of worship.

دوسری مخلوقات کی طرح انسان بھی اس کائنات کا ایک حصہ ہے، تاہم خلیفۃ اللہ فی الارض ہونے، عقل وشعور اور ارادہ وختیار رکھنے کی وجہ سے تمام مخلوقات میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے، جس کی بناء پر وہ خالق و مخلوق کے ساتھ مختلف ذہنی اور عملی رویے کا اظہار کرتا ہے۔ عبادت وسیع معنوں میں انسان کی اس ذہنی وقلبی رویے اور اس طرز عمل کا نام ہے جو وہ مذہبی تعلیمات کی روشنی میں اپنے معبود، دوسرے انسانوں اور دیگر مخلوقات کے ساتھ روا رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ عبادات وہ وظائف حیات ہیں جن کے ذریعے افراد کی تربیت کی جاتی ہے، اور ان مطلوبہ اہداف کا حصول، جو اجتماعی زندگی کا مطمع نظر ہوتا ہے، کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ کالج پشاور (چارٹرڈ یونیورسٹی)۔
☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان۔
☆☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ کالج پشاور (چارٹرڈ یونیورسٹی)

ہر مذہب میں عبادات کا مفہوم اور طریقہ کار اس مذہب کے پیروکاروں کی فکری اور معاشرتی زندگی کا آئینہ دار ہوتا ہے۔عبادات ہر فرد کا اپنے رب اور معاشرے کے دوسرے افراد کے ساتھ عملی تعلق کا اظہار ہے۔اسی لئے کسی بھی مذہب کا عبادات کے بغیر تصور نہیں کیا جاسکتا ہے۔ذیل کے سطور میں اسلام اور ہندومت میں عبادات کے بنیادی تصورات اور عملی صورت کا موازنہ اور تنقیدی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

1۔ تعارف:

انسانی زندگی فکر و عمل سے عبارت ہے،اس لئے انفرادی اور اجتماعی زندگی کا تصور فکر و عمل اور ذہنیات و عملیات کے بغیر ممکن نہیں۔مذہب عقائد کی صورت میں وہ فکری اساس فراہم کرتا ہے جس پر عبادات، معاملات اور اخلاقیات کی عمارت تعمیر کی جاتی ہے۔ایک طرف عبادات مذہب کی سماجی زندگی کے آئینہ دار ہوتے ہیں، تو دوسری طرف عبادات کے ذریعے ہی معاشرتی ہم آہنگی، عدل اجتماعی اور دوسرے سماجی تصورات کو عملی شکل دی جاتی ہے۔تاہم مختلف مذاہب میں جہاں عبادت کے معنی و مفہوم میں فرق پایا جاتا ہے، وہاں عبادت کے سماجی پہلو کو بھی مختلف زاویے سے دیکھا جاتا ہے۔

اسلام میں عبادت کا وسیع مفہوم پایا جاتا ہے، جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر محیط ہے۔ اسلامی معاشرہ کی تشکیل میں عقائد کے ساتھ ساتھ عبادات کا بنیادی کردار ہوتا ہے۔اس کے برعکس تاریخ کے مختلف ادوار میں ہندو معاشرہ کی تشکیل میں مذہبی عبادات سے زیادہ سماجی رسومات کا حصہ رہا ہے۔اگرچہ سماجی رویوں، معاشرتی اقدار اور افراد کی ذہن سازی میں عبادات کا کردار ناقابل فراموش ہے، تاہم ہندو مذہب میں سماج سے زیادہ فرد عبادات کی توجہ کا مرکز ہوتا ہے۔عبادات کا بنیادی مقصد افراد کی شخصیت سازی ہوتا ہے، جبکہ اجتماعی زندگی کی تشکیل سماجی ریت و رسوم کے ذریعے کی جاتی ہے۔زیر نظر صفحات میں اسلام اور ہندو مذہب میں عبادات اور ان کے سماجی اثرات کا تقابلی مطالعہ ان کی مذہبی کتب کی روشنی میں کیا جاتا ہے۔تحقیقی مطالعہ دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔پہلے حصے میں اسلام میں تصور عبادت، طریقہ کار اور اس کے مختلف سماجی پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے جبکہ دوسرے حصے میں ہندو مذہب میں عبادت کے معنی و مفہوم اور اس کی روشنی میں تشکیل پانے والی فکری و معاشرتی زندگی پر ان کی مستند مذہبی کتابوں کی رو سے بحث کی گئی ہے۔

2۔ اسلام میں تصورِ عبادت

2.1۔ عبادت کا معنی ومفہوم:

عربی لغت میں عبادت کا مادہ ''ع ب د'' ہے جو نہایت خضوع کے ساتھ اطاعت کو کہتے ہیں۔ ابن منظور لکھتا ہے:

"عبدالله يعبد عبادةتاله لهٗ ، والتعبد، التنسك، والعبادة الطاعة، وقال الزجاج فى المعانى فى قولهٖ تعالىٰ : "اياك نعبد" اى نطيع الطاعة التى يخضع معها، وقال ابن سيدة اصل العبادة فى اللغة التذليل ، والعبادة والخضوع والاستكانة قرائب فى المعانى،وكل خضوع ليس فوقهٗ خضوع عبادة، طاعة كان للمعبود او غير طاعة، وكل طاعة لله علىٰ جهة الخضوع والتذلل فهى عبادة، والعبادة نوع من الخضوع لا يستحقهٗ الاالمنعم باعلىٰ احناس كالحياة ولفهم والسمع والبصر۔والشكر والعبادة لا تستحق الابالنعم، لان اقل القليل من العبادة اكبر من ان يستحقهٗ، الا من كان لهٗ اعلىٰ حنس من النعمة، فلذالك لا يستحق العبادة الاالله تعالىٰ"(۱)

ترجمہ:　اللہ کا بندہ جو اس کی عبادت کرے، اور ''التعبد بندگی جبکہ عبادت اطاعت کو کہتے ہیں۔ اور زجاج نے اللہ تعالیٰ کے اس قول ''ایاک نعبد'' کے بارے میں کہا ہے ہم اطاعت کرتے ہیں، ایسی اطاعت جس میں خضوع ہو۔ اور ابن سیدۃ نے کہا ہے کہ لغت میں عبادت کی اصل تذلیل ہے، اور عبادت، خضوع اور استکانۃ قریب المعانی ہیں۔ اور ہر وہ خضوع جس کے اوپر خضوع کا کوئی درجہ نہ ہو تو وہ عبادت ہے، پھر یہ عام ہے کہ اطاعت معبود کی ہو یا کسی اور کی، ہر وہ اطاعت جو اللہ رب العزت کی ہو خضوع اور تذلل کے ساتھ، تو یہ عبادت ہے۔

امام راغب اصفہانی عبودیت اور عبادۃ کے معنی میں فرق کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ان العبودية اظهار التذلل، والعبادة ابلغ منها، لانها غاية التذلل ولايستحقها الا من لهٗ غاية الافضال، وهو الله تعالىٰ، ولهذا قال سبحانه و تعالىٰ: " أَمَرَ أَلَّا

تَعْبُدُوا اِلَّا اِيَّاه"[۲]

ترجمہ: عبودیت عجز وانکساری کو کہتے ہیں، اور عبادت اس سے بھی بلیغ کلمہ ہے۔اس لئے حد درجہ تذلل کا مستحق وہ ذات ہے جس میں اعلیٰ درجہ کی افضلیت موجود ہو اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اسلئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے؛ " أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاه"[۳] حکم دیتا ہے کہ اس کے سوا کسی کی بھی عبادت نہ کی جائے۔

2.2۔ عبادت کے مفہوم میں وسعت:

عبادت یعنی الطاعۃ مع الخضوع کی دو اقسام ہیں: ایک عبادت بالتسخیر، جس کے مطابق تمام کائنات کلی اور جزوی طور پر اللہ تعالیٰ کے ارادے اور قدرت کے سامنے مطیع اور حمد خواں ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ[۴] ''اور ہر چیز اس کی حمد کر رہی ہے۔''

عبادت کی دوسری قسم عبادت بالاختیار ہے، جو مکلفین اور عقلاء کی اطاعت ہے جس کا انہیں حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُون[۵] ''اے لوگو! اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا''۔

عبادت کا تعلق براہ راست ربوبیت کے ساتھ ہے اس لئے نبی کریم ﷺ نے ان الفاظ کے استعمال میں نہایت اختیاط کرنے کی تاکید کی ہے۔اسلام سے قبل عربوں میں ''عبد'' اور ''رب'' کا عام استعمال غلام اور آقا کے طور پر رائج تھا۔نبی کریم ﷺ نے رب اور عبد کے الفاظ صرف اللہ تعالیٰ اور انسان کیلئے مخصوص فرمائے، امت کو ذہن نشین کرایا کہ انسانوں کا رب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

لا یقل احدکم عبدی وامتی ولیقل فتای وفتاتی ---- ان یقول العبد لسیدہ ربی[۶]

''کوئی تم میں سے کسی کو ''عبدی'' یعنی میرا غلام اور ''امتی'' یعنی میری لونڈی مت کہا کرو، بلکہ میرے بیٹے اور میری بیٹی کہا کرو-------غلام اپنے آقا کو میرا رب مت کہا کریں''۔

2.3۔ آیاتِ قرآنیہ میں کلمہ ''عبد'' اور عبادت کا مفہوم:

قرآن کریم میں کلمہ ''عبد'' ۲۷۵ مرتبہ آیا ہے، معنی ومفہوم کے اعتبار سے اس کا استعمال تین طرح سے

ہوا ہے۔ ایک یہ کہ انسان خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے۔ خالق اور منعم اعلیٰ ہونے کی بناء پر محبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے سرخم تسلیم کرے، کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرے۔ مومنین کو حکم دیا گیا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ (۷)

''اے ایمان والو! ہم نے تمہیں جو رزق دی ہے اس میں پاک چیزیں کھایا کرو اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم عبادت کرنے والے ہو''۔

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (۸) ''ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں''۔

دوسرا معنی خارجی رسوم اور ظاہری پرستش سے متعلق ہے، جس میں انسان بعض اوقات اللہ تعالیٰ کے سوا مخلوقات کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَمَّا جَاءَنِيَ الْبَيِّنَاتُ مِن رَّبِّي وَأُمِرْتُ أَنْ أُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ (۹) ''کہہ دیجئے! (اے محمد) بے شک میں منع کیا گیا ہوں ان سے جس کی آپ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو جب میرے پاس اللہ کی واضح نشانیاں آچکی ہیں''۔

بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُم بِهِم مُّؤْمِنُونَ (۱۰) ''بلکہ وہ جنات (شیٰطین) کی عبادت کرتے ہیں اور اکثر ان پر ایمان رکھتے ہیں''۔

اس کے علاوہ یہ کہ انسان کو معبود درجہ دیا جائے یا وہ الوہیت کا دعویٰ کرے، جیسا کہ فرعون نے برتر رب ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

فَحَشَرَ فَنَادَى ۔ فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَى (۱۱) ''پس سب کو جمع کیا اور کہا کہ میں سب سے برتر رب ہوں''۔

وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدتَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ (۱۲) ''اور یہ وہ نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان جتلاتا ہے، اور تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا کر رکھا ہے''۔

2.4۔ عبادت کی شرعی حقیقت:

اسلام میں عبادت کا مفہوم بہت وسیع ہے جو تمام تر انسانی زندگی محیط اور انسان کی پیدائش کا مقصد اعلیٰ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (۱۳) ''ہم نے نہیں پیدا کئے جن وانس مگر اپنی عبادت کیلئے''۔

مسلمان کی زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (۱۴) ''کہہ دیجئے کہ بے شک میری نماز، قربانی اور موت رب العالمین کیلئے ہے''۔

شریعت میں عبادت اللہ تعالیٰ کے سامنے خضوع کے ساتھ اطاعت کو کہتے ہیں، جو اوامر کی تعمیل اور نواہی سے اجتناب سے عبارت ہے۔ امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

"العبادة اسم جامع لكل ما يحبه الله تعالىٰ و يرضاه من الاقوال والاعمال الباطنة والظاهرة، فالصلوٰة والزكوٰة والصيام والحج وصدق الحديث وآداء لامانة و بر الوالدين وصلة لارحام والوفاء العهود والامر بالمعروف ونهى عن المنكر وجهاد الكفار والمنافقين والاحسان للحار واليتيم والمسكين وابن السبيل والمملوك من الآدميين والبهائم والدعاء والذكر والقراءة، وامثال ذلك من العبادة، وكذالك حب الله ورسوله وخشية الله ولانابة اليه واخلاص الدين له، والصبر، والحكمة، والشكر لنعمة والرضا بقضاءه والتوكل عليه ولرجاء لرحمته والخوف من عذابه ومثال ذالك من العبادة ـــ، فلكل ماامر الله به عبادةً من الاسباب فهو عبادة"(۱۵)

''عبادت جامع اسم ہے جس میں تمام ظاہری وباطنی اقوال وافعال شامل ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت کی خاطر کی جائے۔ پس نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، سچی بات، امانت کی آدائیگی، والدین کے ساتھ حسن سلوک، صلہ رحمی، ایفائے عہد، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، کفار ومنافقین کے خلاف جہاد، ہمسایہ، یتیم ومسکین، مسافر مملوکہ انسان اور جانوروں کے ساتھ احسان، دعاء ذکر اور قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ عبادت کی مثالیں ہیں۔ اسی طرح اللہ اور اس کی رسول کی محبت، خشیت الٰہی، اس کی انابت، اور دین اس کیلئے خالص کرنا، اس کی حکم پر صبر اور اس کی نعمتوں پر شکر ادا کرنا، اس کے فیصلے پر راضی ہونا، اس پر

توکل کرنا، اس کی رحمت کی امید رکھنا اور اس کی عذاب سے ڈرنا عبادت کی مثالیں ہیں۔۔۔۔پس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اسباب میں سے جو بھی حکم دیا ہے وہ عبادت ہے۔

اسلام میں عبادت سہ پہلو اہمیت رکھتی ہے، جن میں سرفہرست اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی جستجو ہے، جو انسانی زندگی و موت اور تخلیق مقصد اعلیٰ ہے۔انسان اپنے دل و جان اور فکر و عمل سے خالق کائنات، منعم اعلیٰ کے احکامات کی تعمیل خشوع و خضوع اور عبودیت کے جذبہ محبت کے ساتھ کرتا ہے، خشیت الٰہی، اس کے ناراضگی اور عذاب کے خوف سے نواہی اجتناب کرتا ہے، تو یہ عبادت اور انسانی زندگی کا مقصد ہے۔

2.5۔ عبادات کا سماجی پہلو:

عبادت کے دوسرے پہلو کو حقوق اللہ کہا جاتا ہے۔ یہ ان ظاہری اور جسمانی اقوال و افعال اور کلمات کا نام ہے، جن کے انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر دیرپا اور گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ یہ ظاہری اعمال وہ وظائف حیات ہیں جن کے ذریعے افراد کی وہ تربیت کی جاتی ہے جو دنیا و آخرت کی بھلائی اور ان مطلوبہ سماجی اور معاشرتی اہداف و مقاصد کی حصول میں ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں، جن کا تعین قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں کیا جاتا ہے۔ مثلاً نماز کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ یہ فحش کاموں اور برائی سے روکتی ہے۔(۱۶) زکوٰۃ کا مقصد دولت کو چند ہاتھوں میں جمع ہونے سے روکنا(۱۷) اور اکتناز دولت کا سد باب، بتایا گیا ہے۔(۱۸) روزے کی فرضیت کا مقصد تقویٰ کا حصول بیان گیا ہے۔(۱۹) حج اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت کی خاطر جان و مال اور تمام تر خواہشات قربان کرنے کا نام ہے۔

عبادت کے تیسرے پہلو کا تعلق حقوق العباد سے ہے، جس میں انسان بالخصوص اور دیگر مخلوقات بالعموم شامل ہیں۔ یہ انسان کے اس رویے اور راہ روش کا نام ہے جو ایک انسان دوسرے انسانوں، حیوانات و نباتات اور جمادات کے ساتھ روا رکھتا ہے۔انسان پر خلیفۃ اللہ فی الارض(۲۰) اور حامل امانت(۲۱) ہونے کی وجہ سے عبودیت اور خلافت کی دوہری ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔اس لئے مومن کو تمام انسانوں اور دوسرے مخلوقات کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا(۲۲)　　''اور لوگوں کے ساتھ بھلائی کی بات کیا کرو''۔

یہ بھی بتایا گیا ہے کہ نیکی صرف مخصوص ظاہری رسوم کا نام نہیں بلکہ اصل بھلائی ایمان باللہ کے ساتھ

سماجی ومعاشرتی خیرخواہی اور ضرورت مند افراد کی مدد کرنا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"لَيۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡهَكُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ وَلٰـكِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَالۡمَلٰٓـئِكَةِ وَالۡكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ‌ وَاٰتَى الۡمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِىۡ الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنَ وَابۡنَ السَّبِيۡلِ وَالسَّآئِلِيۡنَ وَفِى الرِّقَابِ‌ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّکٰوةَ وَالۡمُوۡفُوۡنَ بِعَهۡدِهِمۡ اِذَا عٰهَدُوۡا وَالصّٰبِرِيۡنَ فِى الۡبَاۡسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيۡنَ الۡبَاۡسِ‌ؕ اُولٰٓـئِكَ الَّذِيۡنَ صَدَقُوۡا‌ؕ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُتَّقُوۡنَ"(۴۳)

ترجمہ:　نیکی کچھ یہی نہیں کہ تم مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرو بلکہ بڑی نیکی تو یہ ہے جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب کتابوں پر اور انبیاء پر اور اس کی محبت پر رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں مانگنے والوں کو اور گردنیں چھڑانے میں اپنا مال دے، اور نماز کو قائم رکھے اور زکوۃ دیا کرے اور جب وعدہ کرے تو اس کو پورا کرے اور سختی، تکلیف اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہوتے ہیں، یہی لوگ سچے اور پرہیزگار ہیں۔

3۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی کی تشکیل میں عبادت کی اہمیت:

3.1۔ احتیاج الی اللہ تعالیٰ:

قرآن وسنت کی روشنی میں عبادت کا بنیادی تصور یہ ہے کہ عبادت دنیا وآخرت میں انسانوں کے فلاح وبہبود اور نجات کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات نفع ونقصان سے ماوراء ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور قدرت کو بندوں کی عبادت سے ذرہ برابر فائدہ پہنچ سکتا ہے اور نہ نقصان۔ انسان اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے، اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اس حقیقت کی نشاندہی قرآن مجید میں یوں کی گئی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ(۴۴) "اے لوگو! تم فقیر ہو اللہ کی طرف اور اللہ وہ ہے جو غنی اور تعریفوں والا ہے"۔

ایک حدیث قدسی میں اس کی مزید وضاحت یوں کی گئی ہے کہ اے میرے بندو! اگر اول تا آخر تمام انس وجن متقی بن جائیں تو اس سے میری قدرت اور ملکیت میں ذرہ برابر اضافہ نہیں ہوگا اور اگر تمام انس وجن

فاجر و نافرمان بن جائیں تو میری بادشاہت میں ذرہ برابر نقصان نہیں آئے گا۔(۲۵)

3.2۔ عبادت بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے:

انسانوں کے نفع ونقصان کے ساتھ عبادت جن وانس پر خالق کائنات اور منعم اعلیٰ کا حق بھی ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُواْ رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۔ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الأَرْضَ فِرَاشاً وَالسَّمَاء بِنَاء وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقاً لَّكُمْ فَلاَ تَجْعَلُواْ لِلّهِ أَندَاداً وَأَنتُمْ تَعْلَمُون.(۲۶)

ترجمہ: اے لوگو! اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا ہے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ جس نے زمین تمہارے لئے فرش اور آسمان چھت بنایا اور اس سے پانی نازل کیا پس اس سے تمہارے لئے میوے پیدا کئے، پس اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ اور تم جانتے ہی ہو۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

و عن معاذ بن جبل قال: قال رسول الله ﷺ : یا معاذ أتدری ماحق الله علیٰ العباد ، قال :الله ورسولهٗ اعلم قال: ان تعبدالله و لا تشرك به شیئاً(۲۷)

"معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے، کہا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے، فرمایا: یہ کہ وہ اللہ کی عبادت کرے اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرے"۔

3.3۔ اللہ تعالیٰ کی عبودیت عین حریت ہے:

انسان اللہ تعالیٰ کی عبودیت اختیار کرکے مخلوق اور خواہشات کی بندگی سے آزاد ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اس کی مثال یوں بیان کی گئی ہے کہ ایک شخص جس کا ایک آقا ہو، اس شخص کے برابر ہوسکتا ہے جس کے مالک زیادہ ہوں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلاً رَّجُلاً فِيهِ شُرَكَاء مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلاً سَلَماً لِّرَجُلٍ هَلْ

يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا(۲۸)

''اللہ مثال دیتا ہے اس (غلام) آدمی کا جس کے کئی مالک ہوں (جو عبادت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بناتے ہیں) اور آپس میں برسرِ پیکار ہوں اور اس (غلام) آدمی کا جس کا صرف ایک آقا ہو، (جو صرف ایک اللہ کی عبادت کرتا ہے) کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں''؟

3.4۔ عبادت روح کی غذا ہے:

انسان کی قلب و روح دائمی طور اللہ تعالیٰ کی احتیاج کے محتاج ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی اس کیلئے باعث تسکین واطمینان ہے، جس کو'' حلاوۃ الایمان'' کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

عن انسٍ، عن النبی ﷺ قال : ثلاث من کن فیه وجد حلاوة الایمان: ان یکون الله ورسولهٗ أحب الیه مما سواهما، وان یحب المرء لا یحبهٗ الالله ، ویکره ان یعود فی الکفر کما یکره ان یقذف فی النار۔(۲۹)

''انس ؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرمایا: جس شخص میں تین باتیں ہوں گی اس کو ایمان کی لذت آئے گی، ایک یہ اللہ اور اس کی رسول اس کی نظر میں تمام ماسوا سے زیادہ پیارے ہوں، اس کو اگر کسی سے محبت ہو تو صرف اللہ کیلئے ہو، کفر کی طرف لوٹ جانے کو اتنا ہی برا سمجھے جتنا آگ میں ڈالے جانے کو برا سمجھتا ہے''۔

3.5۔ عبادت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر آزمائش ہے:

عبادت وہ ابتلاء و آزمائش ہے جس سے گزر انسان صیقل ہو جاتا ہے، فکر وعمل، گفتار و کردار میں وہ پختگی آجاتی ہے جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی ترقی کی حصول میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۔ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا(۳۰)

''بابرکت وہ ذات ہے، جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور ہر چیز پر قادر ہے، جس نے

موت اور زندگی پیدا کی تا کہ تمہیں آزمائے کہ کن کے اعمال اچھے ہیں''

اَم حَسِبتُم أَن تَدخُلوا الجَنَّةَ وَلَمّا يَعلَمِ اللَّهُ الَّذينَ جاهَدوا مِنكُم وَيَعلَمَ الصّابِرينَ (۳۱)

''کیا تم گمان کرتے ہو کہ تم جنت میں داخل کئے جاؤ گے اور اللہ معلوم نہیں کریں گے ان کو جو جہاد کرنے والے ہیں اور معلوم کریں گے جو صبر کرنے والے ہیں''۔

4۔ اسلامی عبادات کی انفرادیت:

اسلام میں عبادت کیلئے کچھ اساسی اصول وضوابط کا تعین کیا گیا ہے جس کے بغیر کسی بھی عمل کو عبادت کا درجہ نہیں دیا جا سکتا ہے۔ انہی اصولوں کی بنیاد پر اسلامی عبادات کو مذاہب عالم میں ایک منفرد مقام حاصل ہے۔

4.1۔ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے:

اسلام میں ہر اس عمل کو عبادت کا درجہ دیا جاتا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کیا جائے، اس کے ساتھ کسی کو بھی کسی بھی درجہ میں شریک نہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَاجتَنِبُوا الرِّجسَ مِنَ الأَوثانِ وَاجتَنِبوا قَولَ الزّورِ ۔ حُنَفاءَ لِلَّهِ غَيرَ مُشرِكينَ بِهِ وَمَن يُشرِك بِاللَّهِ فَكَأَنَّما خَرَّ مِنَ السَّماءِ فَتَخطَفُهُ الطَّيرُ أَو تَهوي بِهِ الرّيحُ في مَكانٍ سَحيقٍ (۳۲)

''سو بتوں کی گندگی سے بچتے رہو اور بچتے رہو جھوٹی بات سے، ایک اللہ کی طرف ہو کر رہو، نہ اس کے ساتھ شریک بنا کر۔ اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک بنایا، سو جیسے وہ گر پڑا آسمان سے اور پرندے اس کو اچک لیتے ہیں یا ہوا نے اس کو کسی دور مکان پر جا ڈالا''۔

4.2۔ مخصوص مکان یا جگہ کی پابندی سے حریت:

اسلامی عبادات میں کسی خاص جگہ یا مکان کی پابندی نہیں۔ مسلمان ہر کہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کی جستجو کر سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے صراحتاً فرمایا ہے کہ میرا امتی جہاں بھی نماز کا وقت پا لیتا ہے، اسی جگہ نماز پڑھ لے، ارشاد نبوی ﷺ ہے:

--- وجعلت لی الارض مسجداً و طهوراً فایما رجل من امتی ادرکته الصلوٰة

فلیصل (۳۳) ''اور میرے لئے زمین سجدہ گاہ اور پاک بنائی گئی ہے پس میرا امتی جہاں بھی نماز کو پالے، پس پڑھ لے''۔

4.3۔ اخلاص اساس قبولیت ہے:

اسلام میں عبادات کی قبولیت کی اساس اخلاص ہے، کوئی بھی عمل جو خالص اللہ تعالیٰ کیلئے نہ ہو، اللہ تعالیٰ کو قابل قبول نہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ إِنِّیْ أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصاً لَّهُ الدِّیْنَ (۳۴)

ترجمہ: کہہ دیجئے! بے شک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کرو دین کو اس کیلئے خالص کرلوں۔

4.4۔ عبادت شریعت محمدی ﷺ کا نام ہے:

اسلام میں عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق کرنی ہے، اگر کوئی اس کے علاوہ راہ نکالے تو اس کو عبادت نہیں بدعت کا نام دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلاَمِ دِيْناً فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِيْ الآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنُ (۳۵) ''اور جو اسلام کے سوا کوئی دین اختیار کرے پس وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کی جائی گی اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا''۔

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "صلوا کما رأیتمونی أصلی" (۳۶) ''نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو''۔

ولتا خذوا مناسککم (۳۷) ''اور میرے طریقے کے مضبوطی سے تھامے رکھو''۔

ومن أحدث فی أمرنا هذا ما لیس فیه فهو رد (۳۸) ''اور جو ہمارے امر میں سے اپنی طرف سے کچھ کہے اور اس میں نہیں ہو تو وہ نا قابل قبول ہے۔

5۔ خلاصہ بحث:

مختصر یہ کہ قرآن وسنت کی روشنی میں اسلام میں عبادت کا بنیادی تصور یوں سامنے آتا ہے:

(i) اللہ تعالیٰ کے ان اوصاف وصفات کی ثناء وتعریف جو خود اس کے ساتھ مخصوص ہیں ،مثلاً علم مطلق،قدرت مطلق اورارداہ مطلق وغیرہ۔

(ii) ہرقسم کے نقص وعیب سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ وتسبیح مثلاً فنا،محدودیت ، نادانی ، ناتوانی ،بخل ،ظلم وستم وغیرہ۔

(iii) ہرخیرونعمت کا سرچشمہ ہونے کے عنوان سے اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرنا کہ ہمارے پاس موجود تمام نعمتیں اسی کی عطا کردہ ہیں اوراس کے سوادوسری تمام چیزیں اسی کی جانب سے وسیلہ ہیں۔

(iv) اللہ تعالیٰ کے سامنے اطاعت محض کا اظہاراوراس چیز کا اقرار کہ وہ اکیلے ہی غیر مشروط طور پر لائق اطاعت اور مستحق تسلیم ورضا ہے، اورانسان چونکہ اسی کا بندہ ہے لہذا اس کے سامنے جھکنے اوراس کی اطاعت کا اہل ہے۔

(v) اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے۔اس کے سوا کوئی کامل مطلق نہیں ہے۔اس کے سوا کوئی ذات نقص وعیب سے پاک نہیں ہے۔اس کے سوا کوئی ذات ایسی نہیں ہے جواصل منعم ہو، وہ تمام نعمتوں کا اصل سرچشمہ ہےاور تمام نعمتیں اسی کی طرف لوٹتی ہیں۔اس کے سوا کوئی بھی ذات نہیں جواطاعت محض کے لائق ہو۔اطاعت چاہے کسی بھی نوعیت کی ہو،مثلاً پیغمبر،امام،اسلامی اورشرعی حاکم نیز ماں باپ یا استاد کی اطاعت اگراسکی رضا کی طرف نہ لوٹتی ہوتووہ جائز نہیں ہوگی ۔یہی وہ ردعمل ہے جس کا اظہارایک بندۂ مطیع اللہ تعالیٰ کے سامنے کرتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بھی دوسری ہستی کے سامنے بندے کیلئے نہ تو مناسب ہےاورنہ جائز۔

مذاہب عالم میں اسلامی عبادات کے انفرادی پہلو یہ ہیں:

(i) عبادت صرف اورصرف ایک ذات کیلئے مخصوص کی گئی ہے،اس کے سوا تمام معبود باطل قرار دئے گئے ہیں۔

(ii) عبادات سے خارجی رسوم کا خاتمہ کیا گیااور بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور پرستش کے وقت جسم وجان سے باہر کسی چیز کی ضرورت نہیں۔عبادت کیلئے صرف ایک ستر پوش لباس، پاک جسم اور پاک دل کی

ضرورت ہے۔ مجبوری کی صورت میں کئی امور میں رخصت دی جاتی ہے۔

(iii) اسلام میں عبادت کیلئے معبود اور عابد یعنی اللہ تعالیٰ اور انسان کے درمیان کسی خاص شخصیت، کسی خاص خاندان کی وساطت کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے رابطہ اور اس کی حمد ثناء ہر بندہ براہ راست کرسکتا ہے۔ (۳۹)

(iv) اسلام میں عبادت کیلئے خارجی کشش کی بجائے باطنی تاثیر اور فطری سادگی وخلوص کی تاکید کی گئی ہے۔ عبادت کو مکان کی چار دیواری تک محدود نہیں کیا ہے زمین کا ہر گوشہ، ہر حصہ معبد اور عبادت خانہ قرار دیا ہے۔ (۴۰)

اس کے علاوہ عبادت میں انسانی قربانی ممنوع قرار دی گئی ہے۔ جانوروں کی قربانی کا یہ مقصد بتایا گیا ہے کہ ایک تو اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا شکر ادا کیا جائے کہ اس نے جانوروں کو انسان کی ضرورت اور خدمت میں لگایا ہے، اور ان کو انسان کی غذا کیلئے مہیا کیا گیا ہے۔ دوسرا یہ کہ ان کا گوشت غریبوں، مسکینوں اور فقیروں کو کھلایا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی جائے۔ (۴۱)

6۔ ہندو مذہب میں عبادت کا تصور اور اس کے تاریخی مراحل:

6.1۔ لغوی معنی ومفہوم:

سنسکرت میں عبادت کا مترادف لفظ ''اپاسنا'' (۴۲) ہے، جو دو الفاظ یعنی ''اپ'' اور ''اسن'' کا مرکب ہے۔ ''اپ''، سنسکرت لغت میں قریب اور ''اسن'' ہونے یا بیٹھنے کو کہتے ہیں، لفظ ''اپ'' انہی معنی میں ''اپنیشد'' میں بھی مستعمل ہے، جو ہندو مذہب کی اساسی کتب شروتی (۴۳) کا اختتامی حصہ ہے۔ اس کے علاوہ ہندوؤں کی مذہبی رسم ''اپنیین'' (رسم زنار بندی یا جینو پہنانے کی رسم) میں بھی ''اپ'' کا معنی قریب ہونا (۴۴) ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو مذہب میں ''اپاسنا'' ہر اس قول وفعل کا نام ہے جس سے براہما یا بھگوان کی قربت حاصل کی جاسکتی ہے۔ اپاسنا وسیع مفہوم بھی رکھتا ہے اور محدود بھی۔ وسیع معنوں میں مذہبی رسوم اور تمام تر افعال، (۴۵) جبکہ محدود معنوں میں پوجا، بھجن، سیوا، برت، (روزہ) دان (خیرات وصدقات)، یاترا (مقامات مقدسہ کی زیارت) اور یگی (قربانی) کو اپاسنا کا نام دیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ رقص اور دوسرے فنون لطیفہ بھی عبادت میں شمار کیے جاتے ہیں۔ رگ وید کے دسویں منڈل میں کہا گیا ہے:

''کچھ لوگ گانا گا سکتے ہیں اوران کا گانا اور موسیقی کی مدھر لے پراتما کو اچھی لگتی ہے اور وہ پراتما کی محبت سے سرشار ہو کر دوسروں میں محبت بانٹتے ہیں، کچھ لوگ قدیم رشیوں کے اقوال سناتے ہیں اور کچھ مذہبی رسموں کو ادا کر کے اپنے دوستوں کو اس میں شریک کرتے ہیں۔''(۴۶)

ہندومت میں تمام تر فکری و عملی جدوجہد کا مطمع نظر موکش یعنی نجات قرار دیا جاتا ہے، اس لئے عقائد، عبادات اور مذہبی وسماجی رسومات کا محور موکش ہی ہوتا ہے۔جس کے لئے تین راہوں، کرم مارگ(۴۷)(راہ عمل) گیان مارگ (راہ علم وعرفان) اور جنان یا بھکتی مارگ، (راہ عقیدت) کا تعین کیا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہندو مذہب میں جہاں فکری تنوع اورعقائد کی کثرت پائی جاتی ہے وہاں عبادات اور مذہبی رسومات کا وسیع اور لامتناہی سلسلہ پایا جاتا ہے۔عبادات کے بنیادی تصورات اور سماجی اثرات کو بھی تین ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔وید، اپنشد اور بھگوت گیتا، اس کے بنیادی ماٰخذ تسلیم کئے جاتے ہیں۔

رگ وید کے مطابق اپاسنا براہما یا بھگوان کے اس عالمگیر قانون ، کائناتی ضابطہ اور صداقت ''ریتا''(۴۸) کی پیروی اور اس سے ہم آہنگی سے عبارت ہے، جو آفتاب و ماہتاب، ستاروں وسیاروں کی حرکت اور رات دن اور موسموں کے تسلسل کو درست رکھتا ہے اور بادلوں سے وقت پر پانی برساتا ہے۔یہ ضابطہ کائنات راستی، سچائی اور پاکیزگی کا دوسرا نام ہے، جس کی نگہبانی براہما خود کرتا ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنے والے کو سزا دیتا ہے۔رگ وید میں اس کائناتی ضابطے کی وضاحت یوں کی گئی ہے:

''کائناتی ضابطہ اور سچ نے اس حرارت سے نشو نما پائی جہاں سے خود تخلیق کرنے والا نکلا۔رات دن، زمین وسمندر، موسم گرما اور سرما، یہ سب کائناتی ضابطہ اور سچ سے ہی نکلتے ہیں۔کائناتی ضابطہ اور سچ ہر مخلوق پر حکومت کرتے ہیں۔خالق نے سورج اور چاند کو ان کی صحیح جگہوں پر نصب کیا ہے۔اس نے زمین اور آسمان کو ان کی صحیح جگہوں پر نصب کیا ہے اور ان کے درمیان فضاء کو رکھا ہے۔جب اس نے چاہا تو اس نے سورج میں روشنی اور حرارت کو رکھ دیا۔''(۴۹)

ایک رشی نے اپنے معبود کی عظمت کا گیت گا کر، اپنے گناہوں کی مغفرت کا طلبگار ہو کر ریتا پر اپنی زندگی استوار کرنے کا عہد یوں کیا ہے:

''مجھے پھر ماتما کی فطرت کا گیت گانے دو، اس سے اس کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔جب میرے بھجن کے شعر اس کی تعریف کیلئے موزوں ہوتے ہیں تو میرا ذہن مکمل طور پر قابو میں ہوتا ہے۔میں فطرت کے دیوتا

کیلئے گیت گاتا ہوں، میں اس کی پوجا محبت سے کرتا ہوں، وہ بھی اس سے محبت کرتا ہے جو اس سے محبت کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔اے فطرت کے دیوتا! میرے خوف کو بھگادے۔ مجھے کرب سے نجات دلا، جیسے بچھڑا اپنے کونٹے سے آزاد ہوتا ہے۔ میں تجھ سے الگ رہ کر زندہ رہنا نہیں چاہتا۔

اے فطرت کے دیوتا! جب میں گناہ کا مرتکب ہو تا ہوں تو میں تیری پناہ تلاش کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔تمہارے قوانین نہ ملنے والے پہاڑ کی مانند ہیں۔ تو نے اپنے قوانین کو چھپا کر نہیں رکھا، میں نے تمہارے ان ہی قوانین پر زندگی استوار کی ہے۔''(۵۰)

اپاسنا زبان سے ستتی، (حمد وثنا) پرارتھنا (دعا ومناجات) اور یاچنا (عرض والتجا) کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ یجر وید کے ادھیائے ۱۹ اور منتر ۹ میں اپنے معبود ''پرمیشور'' سے یوں التجا کی گئی ہے:

''اے پرمیشور! تو علیم کل، صفات سے موصوف، منور و پر جلال ہے، مجھے بھی تیج یعنی علم ومعرفت اور جاہ وجلال عطا کر۔ اے پرمیشور! تو ہی غیر متناہی قوت والا ہے، اپنی عبات سے مجھے بھی جسم ودماغ کی قوتیں دلیری، چستی اور ہمت واستقلال عطا کر۔''(۵۱)

ویدوں میں اپاسنا کی دو صورتیں بتائی گئیں ہیں، ایک یہ کہ معبود یا دیوتا کی تعریف میں بھجن گا کر مدد کی التجا کی جاتی ہے، رگ وید میں کام کے دوران بھجن گانے کی تاکید کی گئی ہے اس لئے کہ اس سے کام کا نتیجہ اچھا رہتا ہے۔

''ہل چلا کر بیج بوتے وقت بھجن گاؤ بت تمہیں برکتوں کی شاندار فصل حاصل ہوگی۔''(۵۲)

اپاسنا کی دوسری قدیم صورت یگیہ یعنی قربانی ہے، جس میں مختلف اشیاء دیوتا کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔ قربانی کا ویدی تصور یہ ہے کہ اس کے ذریعے معبود کے سامنے عجز وانکساری کا اظہار کر کے، عالمگیر ضابطہ کائنات کے ساتھ ذہنی اور جسمانی ہم آہنگی پیدا کر کے مطلوبہ اہداف کی حصول کی کوشش کی جاتی ہے۔ روازانہ کی پانچ مہا یگیہ کے علاوہ گھوڑے کی قربانی، جس کو ''اشومیدھ یگیہ'' کہا جاتا ہے، کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ بعد میں جانوروں کی قربانی ممنوع قرار دی گئی۔ یجر وید میں دیو یگیہ (اگنی ہوتر یعنی آگ کی قربانی) کی تلقین یوں کی گئی ہے۔

''اے انسانو! پودوں اور بارش کے پانی کی صفائی (تقویت) کے ذریعے دنیا کی بھلائی کرنے کیلئے ہمیشہ گھی اور دغیرہ عمدہ صاف کی ہوئی چیزوں سے انتھی یعنی آگ کو روشن کرو اور اس میں ہوم کرنے کے لائق خوب صاف کی ہوئی مقوی، شریں، خوشبودار اور دافع امرض وغیرہ تاثیر والی چیزوں سے ہوم کرو۔ اس طرح اگنی

ہمیشہ ہوتر کرتے رہو۔ اور اس فیض عام کے کام کو ہمیشہ جاری رکھو۔"(۵۳)

ویدوں میں مختلف دیوتاؤں کے حضور قربانی پیش کے مختلف طریقے بتائے گئے ہیں، جن میں مخصوص منتروں کا ورد کیا جاتا ہے، مثلاً یجروید کے مطابق اگنی ہوتر کرنے کیلئے ایک تانبے یا مٹی کی ویدی بنا کر (۵۴) تھالی میں قربانی کی مقوی، خوشبودار اور دافع امراض اشیاء ڈال کر لکڑی، سونے یا چاندی کا چمچہ استعمال کیا جاتا ہے۔ پھر مخصوص منتر پڑھتے ہوئے آگ میں اس کا تھوڑا سا حصہ ڈالا جاتا ہے۔ صبح کے وقت ہون یعنی قربانی وقت یہ منتر پڑھے جاتے ہیں:

(۱) سوریو جیوتر جیوتر سوریہ سواہا (۲) سوریو ورچو جیوتر ورچہ سواہا

(۳) جیوتہ سوریہ سوریو جیوتہ سواہا (۴) سجور دیوین سوترا سجورش سینذ وتیہ جشانہ سوریوویت سواہا(۵۵)

ترجمہ: "جو ساکن و متحرک کائنات کا آتما اور سورج وغیرہ روشن اجرام کو روشنی عطا کرنے والا سب کا پران (باعث حیات) پرمیشور ہے، اس کیلئے سواہا یعنی اس کے حکم کی تعمیل کرنے اور تمام دنیا کی بھلائی کیلئے ایک آہوتی (۵۶) کرتا ہوں۔

(۲) جو عالموں اور اہل علم و معرفت جیووں کے دلوں میں موجود منتظم کل اور ان کی سچی ہدایت و نصیحت کرنے والا سب کا آتما پرمیشور ہے اس کیلئے سواہا۔

(۳) جو منور بالذات تمام دنیا کو ظاہر و روشن کرنے والا نور مطلق خالق جہاں ہے اس کیلئے سواہا۔

(۴) وہ سب کو روشن کرنے والا خالق جہاں سوریہ لوک (کرۂ آفتاب) اور جیو کے اندر موجود منور بالذات (پرمیشور جو اوشس یعنی شفق اور جیو کا مالک اور علم و عرفان کی کان ہے، جو نظر محبت و رحمت سے ہمیں سچے اوصاف اور علم و معرفت سے آراستہ کرتا ہے) اس ایشور کیلئے سواہا۔(۵۷)

ویدک قربانی کے بارے میں علماء نے مختلف رائے کا اظہار کیا ہے۔ ہیگ کا خیال ہے کہ عام قربانی ایک قسم کی مشین ہے جس کا ہر ایک حصہ دوسرے کے مطابق ہونا چاہئے۔ (۵۸) ایبل برگین کی رائے ہے کہ قربانی آسمانی اور کرۂ ہوائی کے اہم حوادث کی نقل ہے، جس کے ذریعے مطلوبہ اہداف و مقاصد حاصل کئے جاسکتے ہیں۔(۵۹) جبکہ رگ وید کے ایک بھجن ہرینہ گربھہ، جسے میکس مولر نے "Golden Egg" کے عنوان سے ترجمہ کیا ہے، جو ایک نامعلوم دیوتا کی تعریف میں ہے، کا ایک مصرعہ جو ہر شعر کے بعد آتا ہے، بہت اہم ہے جس میں کہا گیا ہے کہ وہ کون دیوتا ہے جس کیلئے ہم قربانی کریں گے۔ اس میں تخلیق کائنات کے بارے میں کہا گیا ہے

کہ:

ابتداء میں سنہرا بچہ وجود میں آیا۔ وہ تمام موجودات کا واحد پیدا شدہ مالک تھا۔ اس نے زمین اور آسمان کو قائم کیا۔ وہ دیوتا کون ہے جس کیلئے ہم قربانی کریں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جب عالم ہر طرف پانی میں گھرا ہوا تھا، جس میں جرثوم حیات تھا اور جس سے آگ پیدا ہوئی، اسی پانی سے ''وہ'' پیدا ہو جو دیوتاؤں کا تنہا مایہ حیات ہے، وہ دیوتا کون ہے جس کیلئے ہم قربانی کریں گے''(۶۰)

مذکورہ بالا بھجن میں اس نظریے کا عکس پایا جاتا ہے، جس کے مطابق کائنات کی تخلیق کو قربانی کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے۔ یہ بھی کہ دیوتا اپنے روزمرہ فرائض کی بجا آوری کیلئے قربانی کے محتاج ہیں۔

مختصر یہ کہ ویدی تعلیمات کے مطابق اپاسنا معبود کے سامنے عجز وانکساری کا اظہار اور مدد ونصرت کا ذریعہ تھا، موکش یا نجات کا وسیلہ کرم مارگ یعنی راہ عمل تھا۔ بعد میں جب اپنشدوں کے تصنیف وتالیف کا زمانہ آیا تو فکر وعمل میں نمایاں تبدیلی آئی، کرم مارگ کی بجائے گیان مارگ یعنی راہ علم وعرفان کو ترجیح دی جانے لگی۔ دلچسپی کا مرکز بیرونی خالق یا معبود کی بجائے اندرونی آتما یا ذات ہو جانے لگا۔ عبادت اور عابد ومعبود کے تصورات بدل گئے۔ فکری طور پر معروض سے موضوع کی جانب التفات ہوا۔ دیوتا کی بجائے اپاسنا کو زیادہ توجہ دی جاتی، مخصوص کلمات اور حرکات وسکنات کو قوت اور طاقت کے سرچشمے خیال کئے جاتے تھے۔ مدد ونصرت معبود یا دیوتاؤں کی رحم وکرم نہیں بلکہ اپاسنا کے اجزاء، منتر، تنتر اور ینتر، کا لازمی نتیجہ خیال کیا جاتا۔ جس کی ایک مثال ''اوم'' کا کلمہ ہے، جس کو اب بھی ہندو مذہب میں تمام تر اقوال وافعال کا ابتدائی کلمہ، کامیابی کا راز، ہر علم کی کنجی اور طاقت کا سرچشمہ سمجھا جاتا ہے۔ چھاندوگیہ اپنشد میں کہا گیا ہے کہ:

''اوم تمام جوہر اعلیٰ کا جوہر اعلیٰ ہے۔ یہ اونچے ترین مقام سے بھی اونچا مقام رکھتی ہے۔ اوم ہی سب کچھ ہے۔ گفتگو اور سانس مل کر اوم سے آتے ہیں۔ گفتگو اور سانس میاں بیوی کے جوڑے کی طرح ہیں اور اوم اس کی اولاد ہے۔ اوم ان کی خواہشات کی تکمیل ہے۔ لفظ اوم شاندار وراثت کا مالک ہے۔ جب ہم کسی شاندار چیز کا نام لیتے ہیں تو اوم اس سے پہلے ہوتا ہے۔ کامیابی کا راز اوم ہے۔ لفظ اوم علم ہے، ہم اس علم کے ذریعے پوجا کرتے ہیں۔ اوم ہر علم کی کنجی ہے۔۔۔۔۔ جب اوم کو علم وعقیدے کیساتھ دہرائیں تو تمام خفیہ راز ظاہر ہو جاتے ہیں۔ یہ بہت زیادہ شکتی رکھتا ہے۔ اس کو دہرانے والا بھی شکتی دان بن جاتا ہے۔''(۶۱)

اپنشدوں میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ خالق نے کائنات کو تخلیق کرنے کیلئے مراقبہ کیا، تو اس سے تین الفاظ

،بھور، بھوہا اور سودار، نکلے۔بھور سے زمین، بھوہا سے خلاء اور سوادر سے آسمان بن گیا، تب خالق نے ان تین الفاظ پر مراقبہ کیا اور ان الفاظ سے ایک لفظ اوم نکلا۔اس لئے اوم پوری کائنات اور پوری کائنات کی سچ ہے۔(۶۲)

تیتریہ اپنشد کے مطابق اوم پراتما کی اعلیٰ ترین علامت ہے۔اوم ہی سب کچھ ہے۔اوم ہی استحکام ہے۔اوم ہی وہ آواز ہے جس کے ذریعے سچ کا اظہار ہوتا ہے۔برہمن اوم کے لفظ سے ہی پوجا شروع کرتے ہیں۔روحانی استاد بھی اوم کے لفظ سے اپنا سبق شروع کرتے ہیں اور ان کے شاگرد بھی اوم کے لفظ سے اپنا سبق حاصل کرتے ہیں۔اوم میں جو کچھ ہے وہ پراتما کے ساتھ منسلک ہے۔(۶۳)

''اوم'' کی طرح ''سواہا'' بھی ہر عبادت کا آخری کلمہ رہا ہے، جس کا یک مصدر سو (اچھی، ملائم، شرین اور بہتری یا بہبودی کرنے والی بات) آہہ (کہنی چاہئے) ہے۔دوسرا مصدر سوآہہ ہے، جس کا معنی ہے، جو بات اپنے علم میں ہے اس کو زبان سے بولے۔تیسری رائے یہ کہ سواہا کا معنی ہے، سوآہہ یعنی اپنی چیز یا حق کو اپنا سمجھنا چاہئے، دوسروں کی چیز پر ناجائز قبضہ نہیں کرنا چاہئے۔(۶۴)

عملی طور پر اپنشدوں میں قربانی کی بجائے مراقبہ اور راگ براہما یا معبود کے ساتھ اتصال اور ابدی نجات کی حصول کا ذریعہ تسلیم کیا گیا۔تیتریہ اپنشد میں مختلف قسم کے راگ کو آگ، ہوا، سورج اور براہما کے ساتھ ہم آہنگی اور اتصال کے ذرائع بتائے گئے ہیں:

''جب تک راگ ''بھور'' الاپتے ہو تو آگ کے ساتھ ہم آہنگ ہوتے ہو۔جب تم راگ ''بھواس'' کو الاپتے ہو تو تم ہوا کے ساتھ ہم آہنگ ہوتے ہو۔جب تم راگ ''سودار'' الاپتے ہو تو تم سورج کے ساتھ ہم آہنگ ہوتے ہو اور جب تم راگ ''مہا'' الاپتے ہو تو تم براہما کے ساتھ ہم آہنگ ہوتے ہو۔ان راگوں سے تم اپنے آپ کے خود آقا بن جاتے ہو۔تم اپنے جذبات پر حکمران ہوتے ہو۔تمہاری حسیات، تمہارے امن کے تجربات سے تم ابدیت حاصل کرتے ہو۔ان راگوں پر عبور سے تم تمام خوشیوں تک پہنچ سکتے ہو۔یہ تمہارے تجربات کا اعلیٰ ترین نچوڑ ہے۔ان راگوں سے تم براہما پر مراقبہ کر سکتے ہو جو کہ تمام زندہ مخلوق کا پیدا کرنے والا ہے۔ہمیشہ اس کی ذات پر مراقبہ کرو''۔(۶۵)

شویتاشوتر اپنشد میں مراقبہ کے مقاصد، اثرات اور طریقہ کار کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا گیا ہے:

''پراتما کی روح کو اپنے اندر چلنے دو تو پھر تمہارے اندر مراقبے کی آگ روشن ہوگی۔پراتما کی محبت

کے سمندر سے محبت پی لو تو تمہاری روح تازہ ہو جائے گی۔ اپنے آپ کو پراتما کیلئے وقف کردو جس نے دنیا کو تخلیق کیا ہے، پھر وہ تمہاری تمام تکالیف دور کردے گا اور تمہیں تمام گناہوں سے بچالے گا۔ آلتی پالتی مار کر سیدھے بیٹھ جائیں، اپنی کمر کو ستون کی طرح سیدھا رکھیں، اپنے ذہن اور حسیات کو ایک مرکز پر مرکوز کریں، پھر لفظ اوم کا ورد اپنے دل میں کریں، پھر تم زندگی اور موت کے سمندر کو پار کر جاؤ گے۔"(۶۶)

ہندو فکر و عمل، عبادات وعقائد کا تیسرا اہم مصدر بھگوت گیتا ہے، جس میں کرم اور گیان کے ساتھ ساتھ بھگتی یعنی راہ عقیدت کی تاکید کی گئی ہے۔ جدید ہندو مذہب اور معاشرتی تشکیل میں بھگوت گیتا کی اہمیت مسلم ہے۔ نش کرم یعنی بے لوث عمل ہی بھگوت گیتا کا جوہر اعلیٰ تصور کیا جاتا ہے۔ ظاہری پوجا پاٹ سے زیادہ سماجی اور معاشرتی رسوم ورواج اور بھلائی کو ترجیح دی جاتی ہے، مہاتما گاندھی موہن داس کرم چند اپنی تصنیف "گیتا کا گیان" کی تمہید میں لکھتے ہیں:

"جو چیز ہندو دھرم گرنتھوں میں جگہ جگہ دکھائی دیتی ہے، اسے گیتا نے کئی طرح سے کئی الفاظ میں بار بار دھرانے کا الزام ماتھے پر لے کر بھی اچھی طرح بتلایا ہے۔ وہ بے نظیر طریقہ ہے کرم پھل کا تیاگ۔ اس مرکزی نقطہ کے چاروں طرف گیتا کی ساری سجاوٹ کی گئی ہے۔ بھگتی گیان وغیرہ اس کے آس پاس تارا منڈل کی طرح شان دکھلا رہے ہیں۔"(۶۷)

کرشن اپنے پیروکار، ارجن کو بے لوث عمل کی یوں تلقین کرتا ہے:

"کرمیٹری۔ ابو۔ ادھیکارس۔ تے۔ ما۔ پھلسیتو۔ کداچن۔
ما۔ کرم۔ پھل۔ ہتیو۔ بھوما۔ تے سنگو۔ استو۔ اکرمنٹری۔"(۶۸)

ترجمہ: اے ارجن! عمل کرنا (کرم) تمہارا فرض ہے۔ اس کا پھل تمہارے اختیار نہیں۔ اس لئے اعمال کی صلے کی امید نہ رکھ کر کام کرتا چلا جا۔ اور خبردار! کہیں عمل نہ چھوڑ دینا۔ یعنی کرم تو ضرور کر لیکن پھل کی خواہش چھوڑ کر۔(۶۹)

بھگوت گیتا کرم، گیان اور بھگتی مارگ کا مجموعہ ہے، جس کی وضاحت ایک اشلوک میں یوں کی گئی ہے:

"من۔ منا بھومد۔ بھکتو　　مد۔ یاجی۔ مام نمسکرو
مام ایویسیس یکتو ئیوم　　اتمامم مت۔ پرائیخ"(۷۰)

ترجمہ: اپنے من کو ہمیشہ میری سوچ میں لگاؤ، میری بھگت بنو، میری پوجا کرو اور مجھے نمسکار پیش کرو۔ اس مجھ میں پورے طور پر دھیان لگاتے ہوئے یقیناً مجھے پاؤ گے۔ (۷۱)

7۔ صنم پرستی:

تاریخی طور پر ہندو مذہب میں مختلف اشیاء کی پرستش، عبادت کے مختلف طریقوں کا رواج رہا ہے، موکش یا نجات کیلئے مختلف راہوں کا تعین کیا گیا ہے، تاہم مورتی بنانے اور صنم پرستی کا رواج قدیم دور میں نہیں تھا۔ ویدک دور میں مورتی پوجا کے بارے میں کوئی یقینی شہادت میسر نہیں تاہم سب سے پرانی شہادت جو اس مسئلہ کے بارے میں دستیاب ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ سن دو سو قبل مسیح میں نگری کے کتبہ میں کرشن اور باسودیو کیلئے مندر بنانے کا ذکر کیا گیا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ صنم پرستی کا رواج اس سے قدیم ہے۔ اسی طرح پانینی (۷۲) اور پتن جلی (۷۳) کی تصانیف سے بھی قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ۶۰۰ ق۔م سے ہی ہندو مذہب میں مورتی پوجا کا رواج ہو چکا تھا۔ (۷۴)

قرون وسطیٰ سے لیکر عہد جدید تک ہندو مذہب میں برہما، شیو اور وشنو کی پرستش کے ساتھ ساتھ مختلف دیوتاؤں کی مورتیاں بنا کر پوجا کرنے کا رواج رہا ہے، جن میں شکتی پوجا (۷۵) کول مت کا طریقہ پرستش (۷۶)، گینش پوجا، (۷۷) اسکند پوجا، (۷۸) سورج پوجا، (۷۹) کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ مختلف مذہبی فرقے نہ صرف یہ کہ مختلف دیویاؤں اور معبودوں کی پرستش کرتے ہیں بلکہ ان کا طریقہ پرستش بھی ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ ایک ہندو مصنف طریقہ عبادت کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''مندروں میں جا کر ٹھاکروں کے آگے سر جھکایا اور پرکما یعنی طواف کر کے ان کے آگے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہوئے، پھر ٹھاکروں پر پھول چڑھائے اور پجاری کے آگے تھوڑا سا اناج رکھ دیا۔ اس نے آبخورے میں تھوڑا سا پانی جسے چرن امرت (جس پانی سے بتوں کے پاؤں دھوئے جائیں) اور تلسی کا ایک ایک پتہ دیا ۔انہوں نے پہلے آنکھوں سے لگایا اور پھر پی لیا''۔ (۸۰)

8۔ سماجی اثرات:

ہندو مذہب میں تاریخ کے مختلف ادوار میں عبادت کے اغراض ومقاصد اور طریقہ ہائے عبادات میں نمایاں فرق رہا ہے، اس لئے عبادت کے مختلف معاشرتی اور سماجی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ ویدی عہد میں

عبادت کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ عابد و معبود کے بارے میں ''دوئی'' یعنی اس کے الگ لگ ہونے کا تصور موجود تھا۔ معبود اپنی ذات سے باہر ایک الگ وجود کے طور پر تسلیم کیا جاتا تھا۔ عبادت کا مقصد معبود کی رضا کی جستجو تھی، معبود سے مدد و نصرت طلب کی جاتی تھی۔ جس کا اظہار رگ وید کے مختلف بھجنوں سے ہوتا ہے۔ عبادت کے طریقوں میں سادگی تھی، اس لئے ویدی معاشرہ مساوات اور برابری کے اصولوں پر قائم تھا، معاشرتی تضادات اور طبقات کا وجود نہیں تھا۔ خانگی زندگی خوشگوار تھی۔ عورتیں سماجی زندگی میں بھرپور حصہ لیتی تھیں، عورتوں کی تعلیم کا رواج تھا، یہاں تک وید میں عورتوں کی طرف منسوب اشلوک بھی ملتے ہیں۔ تاریخ میں چند عورتیں، مثلاً ایالا، وشودرا اور گھوشا، کے نام محفوظ ہیں جو دوسروں رشیوں کی طرح منتر تصنیف کرتی تھیں۔ (۸۱)

اپنشدی تعلیمات کی وجہ سے فکر و عمل میں نمایاں تبدیلی آئی، معبود کو انسانی ذات کا حصہ سمجھا جانے لگا، بیرونی معبود کی جگہ اندرونی معبود نے لے لی۔ عبادت کا مقصد معبود کی رضا نہیں بلکہ معبود سے اتصال کی کوشش تھی، جس کیلئے مراقبے اور یوگ کے مختلف طریقے رائج ہوگئے۔ عبادات کے کلمات اور حرکات و سکنات کو ترجیح دی جانے لگی۔ عبادت کے طریقے پیچیدہ ہوگئے جس کیلئے ایک مستقل شعبے یا طبقے کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اسی فکر و عمل کی بنیاد پر معاشرہ مختلف طبقوں میں تقسیم ہوگیا جس کے اثرات آج تک ہندو معاشرے میں ذات پات کی نظام کی صورت میں پائے جاتے ہیں۔

عصر حاضر میں ہندو معاشرے کے مذہبی فکر و عمل، راہ روش اور عبادات خلاصہ یوں بیان کیا جاسکتا ہے:

(i) ایک خدا، قادر مطلق، جو کائنات کے ہر ذرے میں پنہاں ہے، اور کائنات اسی کے وجود کا ایک حصہ ہے، جس کا ادراک مختلف طریقوں سے کیا جاتا ہے۔ اس لئے ہندومت میں عبادت کے وہ تمام طریقے درست تسلیم کئے جاتے ہیں جن کا مقصد اسی ذات کی خوشنودی کا حصول ہوتا ہے۔

(ii) عبادت زیادہ تر انفرادی طور پر کی جاتی ہے اجتماعی عبادت کا تصور نہ ہونے کے برابر ہے۔

(iii) عبادات کا زیادہ حصہ گھر میں ادا کیا جاتا ہے تاہم مندروں میں بھی عبادت کی جاتی ہے۔

(iv) عبادت کا کوئی دن مخصوص نہیں، اگرچہ مختلف دیوتاؤں کیلئے مختلف ایام مخصوص ضرور ہیں جیسا کہ شیو کیلئے سوموار اور ہنومان کیلئے منگل کا دن ہے، تاہم ہندوؤں کے نزدیک عبادت کیلئے ہر دن یکساں اہمیت کی حامل ہے۔

(v) روزانہ کی عبادت میں مخصوص اوقات کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔صبح وشام کے اوقات عبادت کیلئے زیادہ موزوں خیال کیے جاتے ہیں۔دوپہر کی وقت بھی عبادت کی جاتی ہے۔

(vi) عبادت میں باقاعدگی اور پابندی سے زیادہ بیساختگی اور میلان طبع کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ایک فرد کسی وقت بھی مذہبی رسم یا عبادت میں شریک ہوسکتا ہے اور اس کو چھوڑ بھی سکتا ہے۔

(vii) عبادت میں مذہبی رسوم جیسی سنجیدگی نہیں ہوتی ۔چونکہ ہندومت کے وجودی افکار کے مطابق انسان خدا کے وجود کا ایک حصہ ہے، اس لئے عبادت میں معبود کے جلال اور رعب سے زیادہ مہر ومحبت کا پہلو غالب رہتا ہے۔عبادت اطاعت کی بجائے معبود کی عظمت کا اعتراف اور عجز وانکساری کے اظہار کا ذریعہ رہتا ہے۔ رقص وسرور کو بھی عبادت میں اس وجہ سے نمایاں مقام حاصل ہے۔

8۔ عبادات اور نظریات وافکار:

ہندوؤں کی عبادات سے جو نظریات اور افکار مترشح ہوتے ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

8.1۔ بہت سے دیوتاؤں میں ایک خدا کا تصور:

اگر چہ ہندومت میں کئی دیوتاؤں کی پرستش ہوتی ہے تاہم قادر مطلق اور حاکم اعلیٰ کو ایک تصور کیا جاتا ہے۔دیوتا، وشنو، شیوا اور برہما اس قادر مطلق کے اجزاء ہیں، ان کی پرستش دراصل اسی ایک ذات کی عبادت تصور کی جاتی ہے۔

8.2۔ دیوتاؤں کی لاتعداد اوتاروں کا نظریہ:

ہندو دیوتاؤں کے لاتعداد اوتاروں پر یقین رکھتے ہیں اور ان کے اضافے میں بھی کوئی مشکل محسوس نہیں کرتے ۔بیک وقت دیوتاؤں اور ان کے لاتعداد اوتاروں کی پرستش مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں ۔ان کے دیوتاؤں اور اوتاروں کی صفات نہ صرف مختلف بلکہ بعض اوقات متضاد ہوتے ہیں۔مثلاً ہندو وشنو کی پوجا کرتے ہیں جو کائنات کی بقاء کا ضامن اور تمام تر اعلیٰ صفات کا حامل ہے۔اسی کے ساتھ وشنو کے چوبیس اوتاروں کی پوجا کی جاتی ہے جن میں رام اور کرشن کی پوجا زیادہ کی جاتی ہے۔رام اور کرشن ہندوؤں کے معبود ہونے کے باوجود الوہی صفات سے محروم اور انسانی صفات سے متصف نظر آتے ہیں۔سیتا کے اغوا ہونے کے بعد رام کا کلی

طور پر بے بس ہونا اور بندروں کے بادشاہ ساگریو کے ذریعے سیتا کو بازیاب کرانا وغیرہ اس کی مثالیں ہیں۔

8.3۔ ''مایا'' کا عقیدہ:

''مایا''، جس کے معنی فریب نظر یا موہوم پیکر ہے، کا ہندوؤں کے مذہبی زندگی میں بہت اہم کردار ہے۔ ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق تمام کائنات کا صدور اور ظہور ایک ذات سے ہوا ہے اور کائنات کا ہر ذرہ خدا کے وجود کا حصہ ہے اس لحاظ سے تمام کائنات قابل پرستش بھی ہے۔ انسان بھی اسی کائنات اور خدا کے وجود کا حصہ ہے لیکن وہ اپنے آپ کو اس سے مختلف تصور کرتا ہے۔ اس کو مایا یعنی فریب نظر کہا جاتا ہے۔ اسی فریب نظر کا خاتمہ عبادات اور مراقبے سے کیا جاتا ہے۔ عبادات کا مقصد ہی یہی بتایا گیا ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا یا مہا آتما یعنی روح الارواح کا حصہ بنائے، اسی میں انسان کی نجات ہے۔ (۸۲)

8.4۔ وحدت الوجود یا ہمہ اوست کا نظریہ:

ہندوؤں کی تمام تر عبادات اور مذہبی افعال اس نظریے کے آئینہ دار ہیں کہ کائنات کا ہر ذرہ خدا کے وجود کا حصہ ہے اس لئے تمام کائنات قابل پرستش ہے۔ ہندوؤں میں مظاہر پرستی، کثرت پرستی، حیوان پرستی، شجر پرستی اور اجداد پرستی اسی نظریئے کے آئینہ دار ہیں۔

9۔ اتفاقات واختلافات:

اسلام اور ہندومت میں فکر وعمل کے اعتبار سے تضاد کی حد تک اختلاف پایا جاتا ہے، اس کے باوجود بھی دونوں مذاہب مماثلت اور اتفاقات کے عناصر سے یکسر خالی نہیں۔ عبادت کے بنیادی تصورات اور طور طریقے میں اختلافات کے ساتھ ساتھ اتفاقات بھی پائے جاتے ہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ تعلیماتِ وحی کی روشنی سے کوئی بھی قوم محروم نہیں رہی۔ ذیل کے سطور میں ان اتفاقات اور اختلافات کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

i۔ ایک برتر ذات کی حمد وثنا، جو انسان کی سرشت میں داخل ہے، دونوں مذاہب کی عبادات کا مشترکہ پہلو ہے، جس سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ مخلوق ہونے کے ناطے انسان اپنے خالق کے ساتھ حمد وثنا کے ذریعے بندگی اور محبت کا اظہار کرتا ہے۔

ii۔ ''عبادت'' اور ''اپاسنا'' میں لغوی فرق کے باوجود معنوی مماثلت پائی جاتی ہے، یعنی وہ عمل جس کا مقصد قربتِ معبود ہوتا ہے۔ ایک مسلمان عبادت کے ذریعے قرب الٰہی اور ہندو اپنے بھگوان یا ایشور کی قربت کا متلاشی ہوتا ہے۔

iii۔ ''عبادت'' مسلمانوں کی فکر و نظر، طرز عمل اور انفرادی و اجتماعی زندگی کی تشکیل میں کلیدی کردار رکھتا ہے، جبکہ ہندوؤں کے وجودی نظریات اور طبقات میں منقسم سماج کی عکاسی ہوتی ہے۔

iv۔ ''آپاسنا'' میں خارجیت جبکہ باطنی تاثیر کو اہمیت دی جاتی ہے۔

حواشی و حوالہ جات

(۱) ابن منظور، لسان العرب، مادہ ''ع''

(۲) اصفہانی، امام راغب، مفرادت القرآن، مادہ ''عبد''

(۳) القرآن، یوسف، ۱۲:۴۰

(۴) القرآن، بنی اسرائیل، ۱۷:۴۴

(۵) القرآن، البقرۃ، ۲:۲۱

(۶) امام بخاری، صحیح البخاری، کتاب العتق، باب کراھیۃ التطاول علی الرقیقل وقولہ عبدی او امتی، حدیث نمبر ۲۴۱۴

(۷) القرآن، البقرۃ، ۲:۱۷۲

(۸) القرآن، الفاتحۃ، ۱:۴

(۹) القرآن، مومن، ۴۰:۶۶

(۱۰) القرآن، سبا، ۳۴:۴۱

(۱۱) القرآن، النزعٰت، ۷۹:۲۳، ۲۴

(۱۲) القرآن، الشعراء، ۲۶:۲۲

(۱۳) القرآن، الذریٰت، ۵۱:۵۶

(۱۴) القرآن، الانعام، ۶:۱۶۲

(۱۵) امام ابن تیمیہ، رسالۃ العبودیۃ، ص ۳۸

(۱۶) القرآن، العنکبوت، ۲۹:۴۵

(۱۷) القرآن، الحشر، ۵۹:۷

(۱۸) القرآن، التوبۃ، ۹:۳۵

(۱۹) القرآن، البقرۃ، ۲:۱۸۳

(۲۰) القرآن، البقرۃ، ۲:۳۰

(۲۱) القرآن، الانبیاء، ۲۱:۷۳

(۲۲) القرآن، البقرۃ، ۲:۸۳

(۲۳) القرآن، البقرۃ، ۲:۱۷۷

(۲۴) القرآن، فاطر، ۳۵:۱۵

(۲۵) مسلم بن حجاج بن مسلم، صحیح المسلم، کتاب البر والصلة والادب، کتاب تحریم الظلم، حدیث نمبر ۴۶۷۴

(۲۶) القرآن، البقرۃ، ۲:۲۱،۲۲

(۲۷) مسلم بن حجاج بن مسلم، صحیح المسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علیٰ ان مات علی التوحید دخل الجنة قطعاً، حدیث نمبر ۴۲۔

(۲۸) القرآن، الزمر، ۳۹:۲۹

(۲۹) امام بخاری، صحیح البخاری،، کتاب الایمان، باب حلاوۃ الایمان، حدیث نمبر ۱۶

(۳۰) القرآن، الملک، ۶۷:۱،۲

(۳۱) القرآن، ال عمران، ۳:۱۴۲

(۳۲) القرآن، الحج، ۲۲:۳۰،۳۱

(۳۳) امام بخاری، صحیح البخاری، کتاب الصلوٰة، ابواب المساجد، باب فی قول النبی ﷺ جعلت لی الارض مسجداً وطهوراً، حدیث نمبر ۴۲۷

(۳۴) القرآن، الزمر، ۳۹:۱۱

(۳۵)　القرآن، ال عمران، ۳: ۸۵

(۳٦)　صحیح البخاری، کتاب الادب، باب رحمة الناس والبهائم، حدیث نمبر ۵۵۴۹

(۳۷)　مسلم بن حجاج بن مسلم، صحیح المسلم، کتاب الحج، باب استحباب رمی جمرة العقبة بیوم النحر راکباً وبیان قوله صلی الله علیه واله وسلم لتاخذوا مناسککم، حدیث نمبر ۲۲۸٦

(۳۸)　صحیح المسلم، کتاب الاقضیة، باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور، حدیث نمبر ۳۲۴۲

(۳۹)　قرآنی آیت: ادعونی استجب لکم۔ (فاطر، ۴۰: ٦۰)

(۴۰)　ارشاد نبوی ہے: وجعلت لی الارض مسجداً۔ (بخاری، کتاب الصلواة، باب قول النبی ﷺ جعلت لی الارض مسجداً طهوراً حدیث نمبر ۴۲۷)

(۴۱)　تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو قرآنی آیات: الحج، ۲۲: ۳۴ اور فاطر، ۳۵، ۳٦

(۴۲)　اس کیلئے دیکھیں Karel Werner, A Popular Dictionary of Hinduism, 1997, U.S.A, p166

(۴۳)　شروتی کا معنی ہے، جسے یاد کیا جائے۔ شروتی کو ہندو مذہب کا سب سے بنیادی مصدر قرار دیا جاتا ہے، جس میں سمہتا یعنی چاروں ویدوں کا مجموعہ، ویدوں کے ضمیمے یعنی برہمن و آرن یک اور اختتامی حصے یعنی اپنیشد شامل ہیں۔ شروتی ادب کو الہامی درجہ دیا جاتا ہے، اور تمام تر عقائد، عبادات ورسومات کے قوانین کا سرچشمہ تسلیم کیا جاتا ہے۔

(۴۴)　''اپنین'' یا جینو اس مقدس دھاگے پہنانے کی رسم کا نام ہے جس کی مقدس کتابوں میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے اور یہ بچے کی دوسری جنم کہلاتی ہے۔ یہ صرف برہمن، کھشتری اور ویش کو پہنائی جاتی ہے اس لئے ان تینوں ذاتوں کو دوجنمے (twice born) کہتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو منو شاستر، باب دوم، منتر ۳٦ تا ۴۵)

(۴۵)　ہندو مذہب میں انسانی زندگی کے چار مقاصد، دھرم، ارتھ، کام اور موکش، بتائے جاتے ہیں اور عبادت وسیع معنوں میں انہی مقاصد کے حصول کیلئے کئے جانے والے افعال کا نام ہے۔

(۴٦)　رگ وید: 10-71-7-8,-10-11 بحوالہ رابرٹ وین ڈی ویئر، ہندومت: تاریخ، عقائد، فلسفہ، اردو ترجمہ ملک اشفاق، بک ہوم لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۲۹۔

(۴۷) مارگ سنسکرت میں راستہ، بالخصوص مذہبی نجات کے راستہ کو کہتے ہیں، Dictionary of (Hinduism,p106.)

(۴۸) دیکھیں: Sinskrit Dictionary, p 512, www.sacredtext.com also see A popular Dictionary of Hinduism, p133

(۴۹) رگ وید:10-,1,190-1-3، بحوالہ رابرٹ وین ڈی ویئر, ہندومت: تاریخ، عقائد، فلسفہ، اردو ترجمہ ملک اشفاق، بک ہوم لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۳۷۔

(۵۰) رگ وید:2-1,28-8، بحوالہ رابرٹ وین ڈی ویئر, ہندومت: تاریخ، عقائد، فلسفہ، اردو ترجمہ ملک اشفاق، بک ہوم لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۱۹۔

(۵۱) یجر وید، ادھیائے ۲، منتر ۱۰، بحوالہ سوامی دیانند سرسوتی, رگ وید ایک مطالعہ، مترجم نہال سنگھ، نگارشات پبلی کیشن لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۹۸

(۵۲) رابرٹ وین ڈی ویئر, ہندومت: تاریخ، عقائد، فلسفہ، اردو ترجمہ ملک اشفاق، بک ہوم لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۳۱

(۵۳) یجر وید، ادھیائے ۳، منتر ۱

(۵۴) جہاں قربانی کی آگ جلائی جاتی ہے، اس کو ویدی کہتے ہیں

(۵۵) یجر وید: ادھیائے ۳، منتر ۹

(۵۶) جو چیز ہوم کرنے کیلئے تیار کی جاتی ہے اس میں سے ایک بار 6 ماشہ یا تولہ آگ ڈالی جاتی ہے اس عمل کو آہوتی کہتے ہیں۔ (سوامی دیانند سرسوتی رگ وید ایک مطالعہ، ص ۲٦۰)

(۵۷) سوامی دیانند سرسوتی، رگ وید ایک مطالعہ، ص ۱۷۳

(۵۸) بحوالہ، ایس۔ این۔ داس گپتا، ہسٹری آف انڈین فلاسفی، جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن، ۱۹۴۵ء، ص ۳۱

(۵۹) زیڈ۔ اے راگوزن، ویدک ہند، مترجم مولوی حمید احمد انصاری، دارالطبع جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن، ۱۹۲۳ء، ص ۲۸۴

(٦۰) بحوالہ ویدک ہند، ص ۳۳۰، ۳۳۱

(٦۱) چھاندوگیہ اپنشد، 1-1,1-2,5-10، بحوالہ ہندومت: تاریخ، عقائد، فلسفہ، ص ۵۴

(۶۲) چھاندوگیہ اپنشد، 2-23-1-3 بحوالہ ہندومت: تاریخ، عقائد، فلسفہ، ص ۵۵

(۶۳) تیتریہ اپنشد، :8-1 بحوالہ ہندومت: تاریخ، عقائد، فلسفہ، ص ۷۱

(۶۴) سوامی دیانند سرسوتی، رگ وید ایک مطالعہ، ص ۹۹

(۶۵) تیتریہ اپنشد :1-6,1-2 بحوالہ ہندومت: تاریخ، عقائد، فلسفہ، ص ۷۱

(۶۶) شویتاشوتر اپنشد :2-6-13 بحوالہ ہندومت: تاریخ، عقائد، فلسفہ، ص ۸۵، ۸۶

(۶۷) گاندھی، موہن داس کرم چند، گیتا کا گیان، نگارشات پبلشرز لاہور، ۲۰۰۷، ص ۶

(۶۸) رائے روشن، بھگوت گیتا، فکشن ہاؤس لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۲۳۔

(۶۹) ایضاً۔

(۷۰) دھنن جے داس، بھگوت گیتا، نگارشات پبلشرز لاہور، ۲۰۰۸ء، ص ۱۳۔

(۷۱) ایضاً۔

(۷۲) پانینی ۳۰۰ یا بعض روایات کے مطابق ۵۰۰ قبل مسیح کا ایک مشہور قواعد دان ہو گزرا ہے، موجودہ ضلع صوابی کے شہر چھوٹا لاہور کے رہنے والے تھے۔

اس کی تصنیف ''اشٹ آدھیائی'' سنسکرت زبان کے صرف ونحو کی قدیم کتاب مانی جاتی ہے۔ البیرونی نے بھی اپنی کتاب ''کتاب الہند'' میں اس کا ذکر کیا ہے۔

(۷۳) پتن جلی ہندو مذہب کے فلسفیانہ نظام، یوگ کا بانی اور پر جوش مبلغ تھے، ان کے نظریات ان کی تصنیف ''یوگ سوتر'' جو پتن جلی سوتر کے نام سے شہرت رکھتی ہے، میں ملتے ہیں۔

(۷۴) گوری شنکر ہیرا چند اوجھا، قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب، اردو ترجمہ منشی پریم چند، ہندوستانی اکیڈمی، یو۔ پی۔ آلہ باد، ۱۹۳۱ء، ص ۱۷، ۱۸

(۷۵) شکتی پوجا پراتما کے مختلف نام، ایشور کے مختلف شکتی یعنی صفات کو دیوتاؤں اور ان کی بیویوں کی صورت میں تسلیم کرکے، ان کی مورتی بنا کر پرستش کو کہتے ہیں۔

(۷۶) کول مت ایک مخصوص فرقے کا نام ہے، جس کے پیروکار عورت کے اندام نہانی اور مرد کے عضو تناسل کی پوجا کرتے ہیں، جس کی وضاحت ایک شاعر نے یوں کی ہے:

ترجمہ: ہم منتر تنتر وغیرہ کچھ نہیں جانتے۔ نہ گورو کر پا سے ہمیں کوئی گیان حاصل ہے۔ ہم لوگ شراب خوری

اور زنا کرتے ہیں اور اسی پرستش کے وسیلہ سے نجات حاصل کرتے ہیں۔'' (قرون وسطیٰ میں ہندوستانی تہذیب، ص ۳۴)

(۷۷) گنیش ہندو مذہب کا ویدی عہد کے بعد کا ہاتھی نما دیوتا ہے، جس کی پرستش دانائی کی علامت کے طور پر کی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ کہانیاں منسوب کی جاتی ہے۔ (A Popular Dictionary of Hinduism,1997, U.S.A, p67

(۷۸) اسکندی مہارت کا ایک جنگجو، پانڈوں کا طرفدار اور کوروں کا دشمن تھا جس نے بھیشم کو قتل کرنے کی قسم کھائی تھی، ہندو مذہب میں اس کی پرستش کی جاتی ہے۔ (آر۔کے۔ نارائن، مہابھارت، اردو ترجمہ نعیم احسن، ص ۲۰۸)

(۷۹) سورج ''سوریہ'' کے نام سے قدیم ویدک زمانے کا مشہور دیوتا رہا ہے، جس کی پرستش آج تک کی جاتی ہے۔

(۸۰) پیارے لال آشوب، رسوم ہند، (من سکھی اور سندر سنگھ کا قصہ) ص ۴۹

(۸۱) رما شنکر ترپاٹھی، تاریخ قدیم ہندوستان، اردو ترجمہ سید حسن نقوی، سٹی بک پوائنٹ لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۳۸

(۸۲) دیکھیں: Modern Hinduism: An account of the Religion and life of the Northern India,p13.